مولانا محمد عبدالحق چوہان ۱۱۰

"دعوت ذوالعشیرہ اور اس کی حقیقت"

اس وقت دو ماہی رسالہ توحید بابت ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ ہمارے پیش نظر ہے۔ یہ رسالہ ایران سے شائع ہوتا ہے زیر نظر شمارہ میں ایک مضمون بہ عنوان "مسئلہ امامت کی کلامی تحقیق" شریک اشاعت ہے۔ مضمون نگار نے اثبات مدعا کے لئے اہل سنت کی کتب سے آثار نقل کرنے کی کوشش کی ہے کہ جن سے یہ ثابت ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت بلافصل کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو متعین کیا تھا۔ دجل و تلبیس امت سبائیہ کا ایک ایسا خاصہ ہے کہ جس کی آمیزش ان کی ہر تحریر و تقریر میں موجود ہے۔ مضمون نگار نے اپنی اس کلامی تحقیق میں دجل و تلبیس کی بنیاد پر اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ پورا مضمون ایک مغالطہ ہے لیکن ہم اس وقت اس کے ایک حصہ پر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق اہل سنت کی کتب سے ہے۔ وہ "دعوت ذوالعشیرہ" کے زیر عنوان ہے۔ سیرت ابن ہشام کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جب حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک دعوت کا اہتمام کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دعوت کا انتظام کر لیا تو آپ نے بنی ہاشم کو دعوت دی۔ جب لوگ حاضر ہو گئے اور طعام کھانے سے فارغ ہو گئے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا میں خدا کا رسول ہوں اور خدا کی جانب سے مبعوث کیا گیا ہوں مجھے مامور کیا گیا ہے کہ پہلے تم لوگوں کو دعوت دوں اگر تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا تو دنیا و آخرت کی سعادت تمہارا نصیب ہو گی۔ اس پر ابولہب آگ بگولہ ہو گیا اور جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسری مرتبہ دعوت کا انتظام کیا چالیس افراد دعوت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو فرمایا:

> تم میں سے جو شخص سب سے پہلے میری دعوت قبول کرے گا میرے بعد میرا وصی، وزیر اور جانشین ہو گا علی کے سوا کسی اور نے پیغمبر کی بات کا مثبت جواب نہ دیا۔ اور تین مرتبہ پیغمبر نے اعلان کیا اتنی مرتبہ علی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے آخر پیغمبر نے فرمایا میرے بعد تم ہی میرے وصی، وزیر اور جانشین ہو گے۔

اس روایت پر پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پہلے

مسلمان نہیں ہوئے تھے کیونکہ اس روایت کے یہ الفاظ کہ ،،

"تم میں سے جو شخص سب سے پہلے میری دعوت قبول کرے گا میرے بعد میرا وصی وزیر اور جانشین ہوگا

صراحۃً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس وقت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس دعوت کے قبول کرنے پر اوّلیت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں پر اپنا منصب وزارت اور خلافت پیش کر رہے ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اس منصب کے حصول کا شرف کسی کو حاصل نہیں ہوا تھا ورنہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کذب بیانی کی نسبت لازم آئے گی ، اور یہ آیت بعثت نبوی سے تین سال بعد نازل ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ تمام روایات کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بعثت کے بعد جلد ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے اس روایت کی تکذیب کرتی ہیں۔ پھر یہ کہ یہ روایت سیرۃ ابن ہشام میں نہیں بلکہ "الوفار باحوال المصطفیٰ" میں ہے جو کہ علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ المولود ۵۱۰ھ المتوفیٰ ۵۹۷ھ کی تالیف ہے اور اس میں روایت کے یہ الفاظ ہیں اور روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ہے۔

فقال یا بنی عبد المطلب انی واللہ ما اعلم شاباً من العرب جاء قومہ بافضل مما قد جئتکم بہ انی قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرۃ وقد امرنی ربی ان ادعوکم الیہ فایکم یؤازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی فاحجم القوم فقلت وانا احدثھم سناً۔ انا یا نبی اللہ فقام القوم یضحکون۔	اے بنی عبدالمطلب خدا کی قسم عرب کے اندر میں ایسا کوئی نوجوان نہیں جانتا جو اپنی قوم کیلئے مجھ سے زیادہ کوئی اچھی چیز لایا ہو۔ میں تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دوں پس جو شخص اس کام پر میرے ساتھ تعاون کرے گا ، وہ میرا بھائی ہوگا سارے لوگ خاموش رہے میں نے کہا میں ہی اس دعوت کو قبول کرتا ہوں حالانکہ میں سب سے عمر میں چھوٹا تھا۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ ص۱۸۵ ج ۱)

اس روایت میں نہ تو جانشینی کا تذکرہ ہے اور نہ ہی وصی ہونے کا ثبوت بلکہ صرف اخوۃ اسلامی کا ذکر ہے اور یہ اخوت خلافت بلافصل کو مستلزم نہیں، اور سنداً بھی یہ روایت قابلِ استنا د نہیں اس لئے کہ بیہقی نے یہ روایت یونس بن بکیر کے واسطہ سے ذکر کی ہے اور یونس کے استاذ ابن اسحٰق اور عبداللہ بن حارث کے درمیان مبہم راوی ہے جو کہ مجہول الذات والصفات ہے اور ابوجعفر ابن جریر طبری نے یہ روایت عبدالغفار بن القاسم کے واسطہ سے نقل کی ہے اور اس کے متعلق علماء اسماء الرجال کا فیصلہ ہے :

كذاب شيعي اتهمه علي بن المديني وغيره بوضع الحديث	یہ جھوٹا رافضی ہے علی بن المدینی اور دوسرے علماء نے کہا ہے کہ یہ جھوٹی حدیثیں وضع کرتا ہے
اور ابن حبان نے اس کے متعلق کہا ہے :	
كان عبدالغفار بن القاسم يشرب الخمر حتى يسكر وهو مع ذلك يقلب الاخبار لا يجوز الاحتجاج به	ابن القاسم شرابی نشہ باز تھا اور ساتھ ہی اس میں یہ عیب تھا کہ وہ حدیثوں میں رد و بدل کرتا تھا اس وجہ سے اس کی روایات سے استدلال کرنا جائز ہی نہیں ۔
(منهاج السنه ص۸۱ ج ۴)	

اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند میں عبداللہ بن عبدالقدوس ہے جس کے متعلق یحیٰی بن معین کا فیصلہ ہے کہ " ليس بشئ رافضي " یعنی قابلِ اعتماد ہی نہیں اور رافضی بھی ہے ۔ خلاصہ یہ کہ اس روایت کی تمام سندوں میں مجروح اور ناقابلِ اعتماد رُوات ہیں ۔

سیرت ابن ہشام میں ایک روایت ہے کہ جس دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسی دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد خلافت کس کے لئے ہے اگر ہمارے لئے ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے اور اگر کسی دوسرے آدمی کے لئے ہے تو ان کو ہمارے متعلق وصیت فرما دیں ۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ کام نہیں کرتا اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہمارے لئے انکار کر دیا تو پھر ہمیں کبھی بھی خلافت نہیں ملے گی ۔

فانطلق بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فان كان هذا الامر	ہمارے ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اور یہ دریافت کرلیں اگر یہ امرِ خلافت ہمارے

فبنا عرفناه وان كان في غيرنا
أمرتنا فأوصى بنا الناس قال
فقال لهم علي اني والله لا افعل
والله لئن منعناه لا يؤتيناه
احد بعده
(سیرت ابن ہشام ص ۶۵۴ ج ۲)

ہمارے لیے ہے تو معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی دوسرے
شخص کے لئے ہے تو پھر آپ کو عرض کریں کہ اس
کو ہمارے متعلق وصیت کر دیں۔ حضرت علیؓ نے
فرمایا خدا کی قسم! میں تو یہ کام ہرگز نہیں کروں گا
کیونکہ اگر خلافت سے ہم روک دیئے گئے تو پھر
بعد میں ہمیں کوئی بھی خلافت نہیں دے گا۔

اگر دعوت ذوالعشیرہ والی روایت صحیح ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق وصیت فرمائی ہے اور میں پیغمبر کا وصی ہوں دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ خود حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی یہ ضرورت محسوس نہ کرتے کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی وصیت ہوتی تو ان کو بھی یہ بات معلوم ہوتی کیونکہ حضرت عباسؓ بھی تو اسی خاندان کے ایک فرد تھے بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے باپ بجا تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ جواب نہ دینا بھی ان پیش کردہ روایت کے موضوع ہونے پر برہان مبینؓ ہے۔ اسی مضمون میں سیرت ابن ہشام کے حوالے سے ایک دوسری روایت نقل کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگ بازار عکاظ میں جمع ہو جاتے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچ کر مختلف قبائل کے درمیان گھوم گھوم کر لوگوں کو دعوت حق دیا کرتے تھے۔

ایک قبیلہ کا سردار جو بہت ذہین اور چالاک تھا پیغمبر سے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد اپنے قبیلہ والوں سے کہنے لگا اگر یہ شخص ہم میں سے ہوتا تو میں اس کے ذریعہ پورے عرب کو کھا جاتا۔ چنانچہ اس نے پیغمبر اکرم سے کہا کہ میں اور میری قوم آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ بھی ہم سے یہ وعدہ کیجئے کہ اپنے بعد کے لئے مجھے یا ہم میں سے کسی شخص کو اپنا نائب و وصی معیّن کریں گے۔ پیغمبر نے فرمایا میرے بعد کون میرا جانشین ہوگا یہ مجھ سے مربوط نہیں اس کا تعلق خدا سے ہے۔

واقعی سیرت ابن ہشام میں ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:

والله لو اني اخذت هذا الفتى
من قريش لأكلت به العرب
ثم ارأيت ان نحن بايعناك

خدا کی قسم اگر یہ نوجوان میں قریش سے لے لوں
تو اس کے ذریعہ میں پورے عرب کو کھا جاؤں
اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ

علیٰ امرك ثم اظهرك الله علیٰ من خالفك أيكون لنا الأمر بعدك قال الأمر الی الله يضعه حيث يشاء

(ابن ھشام صفحہ ۴۲۴ ، صفحہ ۴۲۵ ج ۱)

یہ بتلایئے کہ اگر ہم آپ کی بیعت کر لیں اس شرط پر کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو تمہارے مخالفین پر غالب کر دے تو کیا آپ کے بعد خلافت ہمارے لئے ہو گی ؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ۔ وہ جس کو چاہیں خلیفہ بنا دیں ۔

لیکن ابن ہشام کی روایت کی صحت " دعوت ذوالعشیرہ" والی روایت کی تکذیب کو مستلزم ہے اس لئے کہ ذوالعشیرہ والی روایت صحیح ہوتی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس سردار کو یہ جواب دیتے کہ جانشینی ، خلافت اور وصیت کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے متعین ہو چکا ہے ۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب نہ دینا بھی اس دعویٰ پر واضح دلیل ہے کہ ذوالعشیرہ والی روایت موضوع ہے پھر یہ کہ خلافت کا معاملہ جب اللہ کی مشیت پر موقوف تھا تو مشیت ایزدی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تھی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا ہے :

لما عرج بي سألت ربي ان يجعل الخليفة من بعدي علي بن ابي طالب فقالت الملائكة يا محمد ان الله يفعل ما يشاء الخليفة بعدك ابو بكر

جب مجھے معراج ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے بعد علی بن ابی طالب کو خلیفہ بنایا جائے ۔ تو فرشتوں نے مجھے جواب دیا اے محمد اللہ تعالیٰ اس طرح کرتے ہیں جیسے وہ چاہیں تیرے بعد خلیفہ ابوبکر ہو گا ۔

(ازالۃ الخفاء صفحہ ۳۰ ج ۲ ، غنیۃ الطالبین صفحہ ۷۶ ج ۱)

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ خلیفہ برحق وہی ہو گا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو گی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تھی اس لئے خلافت بلافصل کا استحقاق بھی انہی کا ہو گا اور وہی خلیفۂ اول برحق ۔ الحمد لله اولاً و آخراً ظاهراً و باطناً ۔

وصلی الله تعالیٰ علیٰ خير خلقه محمد وعلیٰ اٰله واصحابه وازواجه الطيبات الطاهرات اجمعين ۔ آمين ۔